OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Print): 2710-2475
ISSN (online): 2710-3692
www.alsharqir.com

Al-SHARQ
Vol.: 01, Issue: 01, Jan-June 2020, PP: 52 - 68

بے حیائی اور اس کا سدِ باب: قرآن و سنت کی روشنی میں

Obscenity and its Prohibition: In the Light of the Qur'an and Sunnah

Dr. Shakir Mehmood
Assistant Professor in Islamic Studies,
Al-Hamd Islamic University, Islamabad Campus

Usma Anser
Teaching Assistant, Department of History and Politics,
The University of Haripur, Haripur

Abstract

Naturally, every human being wants the environment in which he lives to be pure. To be free from all kinds of evil and immorality, to be calm. Every wise person wants to be safe from immorality himself and his children because chastity and purity is the voice of human nature. Islamic view If a person restricts his sexual desires to his peers in his individual life, then he himself will remain pure and the society will also become free from immorality. Because society is made up of individuals. It does not exist apart from the people. Therefore, when the people living in it are right, the society will be right automatically. If people become pure, then society also becomes pure. This also strengthens the marital relationship. Protects the family from breaking up. The most important member of a person's collective life is his family. If the home environment is right then the collective life is right. If sexual orientation is limited to one's home, then home will be strong and marital life will be lasting. If sexual misconduct becomes commonplace, prevalent in society and the environment, and people do not dislike it, young people will not even think about building a home. Why should a wife take responsibility when her wishes are being fulfilled? Homes built with the same sexual misconduct are shattered.

Keywords: *Qur'ān, Ḥadīth, hijab, society, lewdness, obscenity*

موضوع کا تعارف

فطری طور پر ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ جس ماحول میں وہ رہتا ہے وہ پاک و پاکیزہ ہو۔ ہر قسم کی برائی اور بے حیائی سے پاک ہو، پرسکون ہو۔ ہر صاحب عقل کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خود بھی اور اس کی اولاد بھی بے حیائی سے محفوظ رہے کیونکہ عفت اور پاک دامنی انسانی فطرت کی آواز ہے۔ اسلامی نکتہ نظر سے انسان اپنی انفرادی زندگی میں اگر اپنی جنسی خواہشات کو اپنی ہمسر تک محدود رکھے تو وہ خود بھی پاکیزہ رہے گا اور معاشرہ بھی بے حیائی سے پاک ہو جائے گا۔ چونکہ معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا

CC BY

ہے۔ لوگوں سے ہٹ کر اس کا کوئی الگ سے وجود نہیں ہے۔ للذا جب اس میں بسنے والے افراد صحیح ہو جائیں تو معاشرہ خود بخود صحیح ہو جائے گا۔ افراد پاک ہو جائیں تو معاشرہ بھی پاک ہو جائے گا نیز اس سے ازدواجی رشتہ بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ خاندان اور گھرانہ ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے۔ انسان کی اجتماعی زندگی کا اہم ترین رکن اس کا گھرانہ ہے۔ اگر گھر کا ماحول صحیح ہے تو اجتماعی زندگی صحیح ہے۔ اگر جنسی میلانات اپنے گھر تک محدود رہیں تو گھر مضبوط اور ازدواجی زندگی پائیدار ہوگی۔ اگر جنسی بے راہ روی عام ہو جائے، معاشرے اور ماحول میں رائج ہو جائے، لوگ اسے ناپسند خیال نہ کریں تو جوان افراد گھر بسانے کے متعلق سوچیں گے بھی نہیں۔ جب خواہشات پوری ہو رہی ہیں تو بیوی کی ذمہ داری لینے کی کیا ضرورت۔ اسی جنسی بے راہ روی سے بنے ہوئے گھر بکھر جاتے ہیں۔

دوسری طرف عفت و پاکدامنی گھروں کو مضبوط بنا دیتی ہے۔ انسان کو معزز اور معتبر بنا دیتی ہے۔ وہ افراد جو ہوا و ہوس اور جنسی خواہشات میں مگن ہو جاتے ہیں لوگوں کے نزدیک قابل وثوق نہیں رہتے۔ پاکیزگی اور پاکدامنی کو بہترین عبادت قرار دیا گیا ہے۔ امیر المومنین فرماتے ہیں:

"افضل العبادة العفاف"[1]

"بہترین عبادت پاکدامنی ہے۔"

اس کے مقابلے میں بے حیائی کو شیطانی فکر کہا گیا ہے۔

"اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ"[2]

"شیطان تمھیں تنگدستی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔"

جبکہ خدا بے حیائی سے روکتا ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ"[3]

"یقیناً اللہ عدل، نیکی، قرابتداروں کا حق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برے کاموں اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

"قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَ مَا بَطَنَ" [4]

"کہہ دیجیے میرے پروردگار نے ہر قسم کی اعلانیہ اور پوشیدہ بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے۔"

فحش کی تعریف کرتے ہوئے راغب اصفہانی کہتے ہیں:

"الفحش ما عظم قبحه من الافعال والاقوال"[5]

"ہر بری شے کو فحش کہتے ہیں چاہے اس کا تعلق فعل سے ہو یا قول سے۔"

احادیث میں بھی زنا کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"من زنی خرج منه الایمان"[6]

زنا صرف خاص جنسی تعلق میں محدود نہیں ہے بلکہ انسان کا ہر عضو زنا کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ رسول خدا فرماتے ہیں:

"علیٰ کل نفس من بنی آدم کتب حظه من الزنا ادرك ذلك لا محالة فالعين زناها النظر والاذان زناها السماع واليد زناها البطش و الرجل زناها المشي واللسان زناه الكلام والقلب يهوي ويتمنى"[7]

"انسان کے ہر عضو کا زنا ہے وہ اسے پالے گا۔ آنکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا کان کا زنا باتیں سننا، ہاتھ کا زنا چھونا، پاؤں کا زنا (غیر محرم) کی طرف جانا، زبان کا زنا گفتگو کرنا جبکہ دل اس کی خواش اور تمنا کر رہا ہو۔"

قرآن حکیم نے فواحش کے انسداد کا یہ خاص نظام بنایا ہے کہ اول تو اس قسم کی خبر کہیں مشہور نہ ہونے پاوے اور شہرت ہو تو ثبوت شرعی کے ساتھ ہو تاکہ اس شہرت کے ساتھ ہی مجمع عام میں حد زنا اس پر جاری کرکے اس شہرت ہی کو سبب انسداد بنادیا جائے اور جہاں ثبوت شرعی نہ ہو وہاں اس طرح کی بے حیائی کی خبروں کو چلتا کر دینا اور شہرت دینا جبکہ اس کے ساتھ کوئی سزا نہیں طبعی طور پر لوگوں کے دلوں سے بے حیائی اور فواحش کی نفرت کم کر دینے اور جرائم پر اقدام کرنے اور شائع کرنے کا موجب ہوتی ہے جس کا مشاہدہ آج کل کے اخبارات میں روزانہ ہوتا ہے کہ اس طرح کی خبریں ہر روز ہر اخبار میں نشتر ہوتی رہتی ہیں۔ نوجوان مرد اور عورتیں ان کو دیکھتے رہتے ہیں روزانہ ایسی خبروں کے سامنے آنے اور اس پر کسی خاص سزا کے مرتب نہ ہونے کا لازمی اور طبعی اثر یہ ہوتا ہے کہ دیکھتے دیکھتے وہ فعل خبیث نظروں میں ہلکا نظر آنے لگتا ہے اور پھر نفس میں ہیجان پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

اسی لئے قرآن حکیم نے ایسی خبروں کی تشہیر کی اجازت صرف اس صورت میں دی ہے جبکہ وہ ثبوت شرعی کے ساتھ ہو اس کے نتیجہ میں خبر کے ساتھ ہی اس بے حیائی کی ہولناک پاداش بھی دیکھنے سننے والوں کے سامنے آجائے اور جہاں ثبوت اور سزا نہ ہو تو ایسی خبروں کی اشاعت کو قرآن نے مسلمانوں میں فواحش پھیلانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کاش مسلمان اس پر غور کریں۔ اس آیت میں ایسی خبریں بلا ثبوت مشہور کرنے والوں پر دنیا و آخرت دونوں میں عذاب الیم ہونے کا ذکر ہے۔ آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے کہ قیامت کے بعد ہوگا جس کا یہاں مشاہدہ نہیں ہو سکتا مگر دنیا کا عذاب تو مشاہدہ میں آنا چاہیے سو جن لوگوں پر حد قذف (تہمت کی سزا) جاری کر دی گئی ان پر تو دنیا کا عذاب آ ہی گیا اور اگر کوئی شخص شرائط اجراء حد موجود نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف سے بچ نکلا تو وہ دنیا میں بھی فی الجملہ مستحق عذاب تو ٹھہرا آیت کے مصداق کے لئے یہ بھی کافی ہے۔[8]

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

۱۔ کیا اسلام میں بھی دوسرے مذاہب کی طرح لباس اور چلن میں آزادی ہے؟

۲۔ پردے کے احکام کا بالترتیب نازل ہونے میں کیا حکمت ہے؟

۳۔ کیا صرف بے پردگی فحاشی اور بے حیائی کا ذریعہ ہے؟

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اگرچہ اسلام میں پردہ اور بے حیائی سے اپنے آپ کو بچانا ایک اہم حکم ہے لیکن ہمارے جامعات لیول پر اس موضوع پر کوئی خاص مقالہ یا آرٹیکل مقالہ نگار کو نہیں ملا۔ لیکن دوسری طرف ہمارے مدارس کے علما کرام نے بہت اچھا کام کیا ہے جن میں

ایک نمایاں اور بہترین کتاب "حیا اور پاکدامنی" از پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت براکاتھم، مکتبۃ الفقیر، فیصل آباد نے اس موضوع پر بہت اچھی کتاب لکھی ہے جو نہ صرف قابل مطالعہ ہے بلکہ موجودہ اس بے حیائی کے دور میں اس کا مطالعہ ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے از حد ضروری ہے۔

اسلام اور دیگر نظام ہائے زندگی میں فرق

اسلام اور دیگر نظام ہائے زندگی کا بنیادی فرق یہ ہے کہ اولاً تو ان کے نزدیک گناہ کا تصور ہی غلط یا مبہم ہے۔ اور اگر وہ کسی چیز کو گناہ یا جرم قرار دیتے بھی ہیں تو ان کے نزدیک اس جرم کے ارتکاب کی سزا ہی اصلاح کے لیے کافی ہے۔ وہ نہ جانے اس بات پر غور کیوں نہیں کرتے کہ جس طرح انسانی جسم اس وقت کسی عارضے کا شکار ہوتا ہے جب اس جسم کے اندر اس عارضے کو پیدا کرنے اور پھر اسے قبول کرنے والے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جسم میں پھوڑے کبھی نہیں نکلتے جب تک خون گندہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح کوئی جرم اور گناہ بھی اس وقت تک ارتکاب کی منزل تک نہیں پہنچتا جب تک اس کے محرکات کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ معاشرے کی قوت مدافعت کمزور نہیں ہوتی اور فضا اس کے حسب حال نہیں ہو جاتی۔

اسلام کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ وہ جس طرح کسی جرم کے خاتمے کے لیے سخت قانون دیتا ہے، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے محرکات کو ختم کرنے کے احکام جاری کرتا ہے اور وہ ان سوتوں کو بند کرنے کی کوشش کرتا ہے جہاں سے برائی پھوٹتی ہے۔ چنانچہ حدزنا کا قانون دینے سے پہلے اس نے ایک طرف تو افرادِ معاشرہ کو تعلیم اور تزکیہ کے اس پراسس سے گزارا جس سے دل میں برائی کے پیدا ہونے کے اسباب کم سے کم ہو جاتے ہیں اور نیکی کے پیدا ہونے کے اسباب افزوں تر ہو جاتے ہیں۔ پھر اس نے ایسے محرکات پر پابندیاں لگائیں جو انسان کو گناہ اور جرم پر اکساتے ہیں اور ان تمام عوامل کو روکنے کی کوشش کی جن سے گناہ کے ارتکاب میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔[9]

پردے کے احکام میں ترتیب

ا۔ ایک بے قید معاشرے میں چونکہ پردے کا چلن عام کرنا آسان نہیں تھا، اگرچہ صحابہ کرامؓ کا ایمان اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے کبھی اباء نہیں کرتا تھا لیکن اسلامی معاشرہ چونکہ تیزی سے دعوت کے مراحل طے کر رہا تھا اور جہاد کی قوت سے راستے کی رکاوٹیں اٹھتی جا رہی تھیں اور تیزی سے لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو رہے تھے، اس لیے سب کے لیے ایک عام حکم نازل کر دینا اور اس کی پابندی کرانا آسان نہ تھا۔ چنانچہ اس کے لیے نمونے کے طور پر آنحضرت ﷺ کے اہل خانہ کو سب سے پہلے اس کا پابند ٹھہرایا اور مسلمان عورتوں کو ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلا حکم انھیں کو خطاب کرکے دیا گیا، لیکن اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ یہ حکم ان کے لیے خاص نہیں بلکہ اس میں تمام مسلمان عورتیں شامل ہیں۔

۲۔ دوسرے وہ احکام ہیں جو آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ دوسری عام خواتین کو بھی دیئے گئے اور ان میں یہ بتایا گیا کہ کسی مسلمان عورت کو جب گھر سے باہر قدم نکالنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس حالت میں اس کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے، یہ احکام سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ میں بیان ہو چکے ہیں۔

۳۔ تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کرکے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیئے گئے اور جن میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی حالت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں، یہ احکام سورۃ النور کی پیش نظر آیات میں دیئے

گئے ہیں۔

گھروں میں داخل ہونے کے بعد کی احتیاطیں

پیشِ نظر آیت کریمہ کو سابقہ تین آیات کے ساتھ جب ہم ملا کر پڑھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ اور بعد کی آنے والی آیت کریمہ میں جو احکام دیئے گئے ہیں وہ اس صورت میں ہیں جبکہ دور پار کے عزیزوں میں سے کوئی مہمان تشریف لائیں۔ ظاہر ہے کہ وہ محرم تو نہیں ہوں گے تو ان کے لیے گھر میں داخل ہونے کے بعد متذکرہ بالا ہدایات کی پابندی ضروری ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی صاحب خانہ کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ رشتے داروں میں بھی ہر شخص اخلاق کے اعتبار سے بھروسے کا آدمی نہیں ہوتا۔ اس لیے پہلے انھیں اطمینان کرلینا چاہیے کہ ہم جس مہمان کو اندر لا رہے ہیں اس کے سیرت و کردار پر کہاں تک بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔[10]

دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ احکام اس صورت میں ہیں جب مردوں اور عورتوں کی نشست گاہیں الگ الگ نہ ہوں۔ لیکن اگر دور پار کے عزیزوں اور یا اجنبیوں کے لیے الگ نشست گاہوں کا انتظام ہے تو پھر اسلام میں مطلوب یہ ہے کہ مردوں کو گھر کی عورتوں سے الگ بٹھایا جائے۔

اس آیت میں چونکہ سب سے پہلے غض بصر کا حکم دیا گیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جس طرح نگاہ ایک بہت بڑی نعمت ہے، اسی طرح ایک بہت بڑی آزمائش بھی ہے۔ مرد و عورت کے درمیان برائی پیدا کرنے کے لیے یہ اولین قاصد کا کام دیتی ہے۔ اسی کے بہک جانے اور بے باک ہو جانے سے فواحش کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر اس پر اللہ تعالیٰ کے خوف کا پہرہ بٹھادیا جائے تو انسان شیطان کے بہت سے فتنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جنسی بگاڑ میں اس کی تاثیر کو دیکھتے ہوئے قرآن و سنت میں اس کے بارے میں ضروری ہدایات دی گئی ہیں۔ اگرچہ موقعہ کلام کے تقاضے کے تحت بہت زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں لیکن اس کے اثرات کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ چند ضروری ہدایات کو ذکر کردیا جائے۔

۱۔ کسی بھی مومن کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی بیوی یا اپنی محرم خواتین کے سوا کسی دوسری عورت کو نگاہ بھر کر دیکھے۔ ایک دفعہ اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے۔ لیکن یہ معاف نہیں کہ آدمی نے پہلی نظر میں جہاں کوئی کشش محسوس کی ہو، وہاں پھر نظر دوڑائے۔ نبی کریم ﷺ نے اس طرح کی دیدہ بازی کو آنکھ کی بدکاری سے تعبیر فرمایا۔ ایک موقع پر حضرت بریدہ کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"يا علي لا تتبع النظرة النظرة فان لك الأولى وليست لک الاخرة"

"اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔ پہلی نظر تو معاف ہے، مگر دوسری معاف نہیں۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا، میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔[11]

غضِ بصر میں استثناء

۲۔ غضِ بصر کا حکم تو واضح ہے لیکن اس سے وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جن میں کسی عورت کو دیکھنے کی کوئی حقیقی ضرورت پیش آجائے۔ مثلاً کوئی کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو، اس غرض کے لیے عورت کے علم میں لائے بغیر اسے دیکھ

لینے کی اجازت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ کرامؓ کو نکاح سے پہلے اس کی ہدایت فرمائی۔ اسی طرح تفتیشِ جرائم کے سلسلے میں اگر کسی مشتبہ عورت کو دیکھنے کی ضرورت لاحق ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔ عدالت میں گواہی کے موقع پر قاضی کسی گواہ عورت کو دیکھنا چاہے یا علاج کے لیے طبیب مریضہ کو دیکھنا ضروری سمجھے تو شریعت نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔

حفظِ فروج کا مفہوم

اس آیت کریمہ میں دوسرا حکم جو دیا گیا ہے وہ حفظ فروج کا ہے جس کا لفظی معنی شرمگاہوں کی حفاظت ہے، لیکن مراد اس سے شرم کی جگہوں کی پردہ پوشی ہے۔ بظاہر تو اس لفظ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ شاید ناجائز شہوت رانی سے روکا گیا ہے، لیکن حقیقت میں اس کی مراد میں وسعت پائی جاتی ہے۔ ناجائز شہوت رانی تو آخری بات ہے، لیکن جو چیزیں اس کے مقدمات کا درجہ رکھتی ہیں، ان سے روکنا بھی ان میں شامل ہے۔ مثلاً کسی مرد کے لیے اپنے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے کی اجازت نہیں۔ اور مرد کے لیے ستر کی حدود آنحضرت ﷺ نے ناف سے گھٹنے تک مقرر فرمائی ہیں۔ دار قطنی کی روایت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عورة الرجل ما بين سرته إلى ركبته"

"مرد کا ستر اس کی ناف سے گھٹنے تک ہے۔"

حضرت جرھد اسلمیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ایک دفعہ میری ران کھلی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"أما علمت أن الفخذ عورة"

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ران چھپانے کی چیز ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا:

"احفظ عورتك إلا من زوجتك أو ما ملكت يمينك"

"اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، اپنی بیوی یا لونڈی کے سوا۔"

اس صحابی نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! اگر انسان تنہا ہو تو پھر اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔

حفظِ فروج میں صرف یہی احتیاط کافی نہیں کہ آدمی اپنا ستر کھلنے نہ دے اور دوسرے کے ستر کو نہ دیکھے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ایسا لباس نہ پہنے جس سے اعضائے مخصوصہ نمایاں ہوں۔ اور وہ لباس شرم و حیاء پیدا کرنے کی بجائے جنسی جذبات کو انگیخت کرنے والا ہو۔ آج کل جس طرح کا لباس عام طور پر نوجوانوں نے پہننا شروع کر دیا ہے جس میں ستر پوشی کا جذبہ تو دور دور تک محسوس نہیں ہوتا، صرف زینت اور اظہار زینت کو مقصد بنا لیا گیا ہے اور زینت بھی ایسی کہ جسے کوئی شرم و حیاء والی نگاہ دیکھنا پسند نہ کرے، لیکن مسلسل استعمال سے اب نگاہیں اس طرح عادی ہو گئی ہیں کہ وہ گھرانے جو شرم و حیاء کے پیکر سمجھے جاتے تھے اب ان گھروں میں بھی نوجوان بے ہودہ سے بے ہودہ لباس پہنتے ہیں اور کوئی برا محسوس نہیں کرتا۔

"ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ"

"یہ طریقہ ان کے لیے پاکیزہ ہے، بیشک اللہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو وہ کرتے ہیں۔"

گھروں کے اندر جن احتیاطوں کا حکم دیا گیا ہے اگر ان کی پابندی کی جائے تو گھروں کے ماحول کو پاکیزہ رکھنے اور ہر طرح کے اخلاقی فساد سے محفوظ رکھنے کا سب سے اہم ذریعہ ہیں۔ البتہ اس میں یہ لازمی شرط ہے کہ میزبان اور مہمان ان احتیاطوں کی پابندی کرتے ہوئے ہمیشہ اس بات کو مستحضر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور ہماری نیتوں تک سے آگاہ ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو انسان کے اعمال کی درستی کی ضمانت بن سکتا ہے اور اگر یہ تصور دل کا عقیدہ نہ بنے تو پھر نگاہ کی پاکیزگی اور دلوں کی طہارت کی کوئی چیز ضمانت نہیں بن سکتی۔[12]

نگاہِ حرام

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کی زندگی نگاہ و نظر کے ساتھ منسلک ہے، نکاح، کاروبار، دوستی اور دشمنی سب نگاہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ فیصلے کرنے میں نظر کا اہم کردار ہوتا ہے۔ انسان دیکھنے اور سننے کی تاثیر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ایک خوبصورت منظر اور سبز زار کو دیکھ کر، نیلگوں پانی سے ابلتے چشموں اور جھیل کو دیکھ کر دل میں فرحت محسوس کرتا ہے۔ کریہہ منظر کو دیکھ کراہت محسوس کرتا ہے۔ کیسے ممکن ہے انسان ایک خوبصورت اور جوان لڑکی کو دیکھے اور اس کے دل میں ہیجان پیدا نہ ہو۔

امیر المومنین فرماتے ہیں کہ نظر عقل کی نگہبان اور دل کی جاسوس ہوتی ہیں۔ آنکھیں اپنے مشاہدات کو عقل و دل تک پہنچاتی ہیں پھر دل فیصلہ کرتا ہے۔ دل اس کے مشاہدات سے ہیجان انگیز ہو جاتا ہے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں:

"النظرة بعد النظرة تزرع في القلب الشهوة وكفى بها لصاحبها فتنة"[13]

"ایک کے بعد دوسری نگاہ انسان کے دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے اور یہی اس کی ہلاکت کے لیے کافی ہے۔"

حرام نگاہ صحیح فیصلے کی قوت قلب کو سلب کر دیتی ہے۔ اکثر جنسی انحرافات کی ابتدا دیکھنے سے ہوتی ہے۔ یہ اثرات عورت کا مرد اور مرد کا عورت کو دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لیے قرآن نے اس سے منع کر دیا ہے۔

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآءِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلاَ يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[14]

"مومنین سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں کہ یہی زیادہ پاکیزہ بات ہے۔ بے شک اللہ ان کے کاموں سے خوب واقف ہے اور مومنات سے بھی کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور

اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر جو ظاہر ہو اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبانوں پر رکھیں اور اپنی زینت کو اپنے شوہر، باپ دادا۔۔۔اور وہ بچے جو عورتوں کی شرمگاہوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ان سب کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کریں اور اپنے پاؤں پٹخ کر نہ چلیں کہ جس زینت کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا اظہار ہو جائے۔"

مفتی شفیع کہتے ہیں:

"آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا ناجائز ہے اس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اس کو شہوت سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا اور لواطت سب داخل ہے) یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے (اور اس کے خلاف میں آلودگی ہے زنا یا مقدمہ زنا میں) بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں (پس خلاف کرنے والے سزا یابی کے مستحق ہوں گے) اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا ناجائز ہے اس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اس کو شہوت سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا و سحاق سب داخل ہے) اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں (زینت سے مراد زیور جیسے کنگن، چوڑی، خلخال، بازو بند طوق، جھومر، پٹی، بالیاں وغیرہ اور ان کے مواقع سے مراد ہاتھ پنڈلی، بازو، گردن، سر، سینہ کان، یعنی ان سب مواقع کو سب سے چھپائے رکھیں بلحاظ دو استثناؤں کے جو آگے آتے ہیں اور جب ان مواقع کو اجانب سے پوشیدہ رکھنا واجب ہے جن کا ظاہر کرنا محارم کی روبرو جائز ہے جیسا آگے آتا ہے تو اور مواقع واعضاء جو بدن کے رہ گئے جیسے پشت و شکم وغیرہ جن کا کھولنا محارم کے روبرو بھی جائز نہیں ان کا پوشیدہ رکھنا بدلالۃ النص واجب ہو گیا۔ حاصل یہ ہوا کہ سر سے پاؤں تک تمام بدن اپنا پوشیدہ رکھیں۔ دو استثناء جن کا ذکر اوپر آیا ہے ان میں سے پہلا استثناء مواقع ضرورت کے لحاظ سے ہے کہ روزمرہ کے کام کاج میں جن اعضاء کے کھولنے کی ضرورت ہوتی ہے ان کو مستثنیٰ قرار دیا گیا اس کی تفصیل یہ ہے) مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالباً) کھلا (ہی) رہتا ہے (جس کے چھپانے میں ہر وقت حرج ہے مراد اس موقع زینت سے چہرہ اور ہاتھ کی ہتھیلیاں اور اصح قول کے مطابق دونوں قدم بھی، کیونکہ چہرہ تو قدرتی طور پر مجمع زینت ہے اور بعض زینتیں قصداً بھی اس میں کی جاتی ہیں مثل سرمہ وغیرہ اور ہتھیلیاں اور انگلیاں انگوٹھی چھلے مہندی کا موقع ہے اور قدمین بھی چھلوں اور مہندی کا موقع ہے پس ان مواقع کو اس ضرورت سے مستثنیٰ فرمایا ہے کہ ان کو کھولے بغیر کام کاج نہیں ہو سکتا اور مَا ظَهَرَ کی تفسیر وجہ اور کفین کے ساتھ حدیث میں آئی ہے اور قدمین کو فقہاء نے اس پر قیاس کرکے اس حکم میں شامل قرار دیا ہے) اور (خصوصاً سر اور سینہ ڈھکنے کا بہت اہتمام کریں اور) اپنے دوپٹے (جو سر ڈھانکنے کے لئے ہیں) اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں (گو سینہ قمیض سے ڈھک جاتا ہے لیکن اکثر قمیض میں سامنے سے گریبان کھلا رہتا ہے اور سینہ کی ہیئت قمیض کے باوجود ظاہر ہوتی ہے اس لئے اہتمام کی ضرورت ہوئی آگے دوسرا استثناء بیان کیا جاتا ہے جن میں محرم مردوں وغیرہ کو پردہ کے حکم مذکور سے مستثنیٰ کیا گیا ہے) اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا (اپنے

محارم پر یعنی) اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹیوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر اپنے (حقیقی و علاتی و اخیافی) بھائیوں پر (نہ کہ چچازاد ماموں زاد وغیرہ بھائیوں پر) یا اپنے (مذکورہ) بھائیوں کے بیٹوں پر اپنی (حقیقی و علاتی و اخیافی) بہنوں کے بیٹوں پر (نہ کہ چچازاد خالہ زاد بہنوں کی اولاد پر) یا اپنی (یعنی دین کی شریک) عورتوں پر (مطلب یہ کہ مسلمان عورتوں پر کیونکہ کافر عورتوں کا حکم مثل اجنبی مرد کے ہے رواہ فی الدر عن طاؤس و مجاہد وعطاء و سعید بن المسیب و ابراہیم) یا اپنی لونڈیوں پر (مطلقاً گو وہ کافر ہی ہوں کیونکہ مرد غلام کا حکم ابو حنیفہ کے نزدیک مثل اجنبی مرد کے ہے اس سے بھی پردہ واجب ہے رواہ فی الدر عن طاؤس و مجاہد وعطاء و سعید بن المسیب و ابراہیم) یا ان مردوں پر جو (محض کھانے پینے کے واسطے) طفیلی (کے طور پر رہتے) ہوں اور ان کو (بوجہ حواس درست نہ ہونے کے عورتوں کی طرف) ذرا توجہ نہ ہو (تابعین کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس وقت ایسے ہی لوگ موجود تھے کذا فی الدر عن ابن عباس اور اسی حکم میں ہے ہر مسلوب العقل پس مدار حکم کا سلب حواس پر ہے نہ کہ تابع اور طفیلی ہونے پر مگر اس وقت وہ تابع ایسے ہی تھے اس لئے تابع کا ذکر کر دیا گیا لقول ابن عباس، فی الدر مغفل فی عقلہ احمق لا یکترث للنساء اور جو سمجھ رکھتا ہو تو وہ بہر حال اجنبی مرد ہے گو بوڑھا یا خصی یا مجبوب ہی کیوں نہ ہو اس سے پردہ واجب ہے) یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے (مراد وہ بچے ہیں جو ابھی بلوغ کے قریب نہیں پہنچے اور انہیں شہوت کی کچھ خبر نہیں پس ان سب کے سامنے وجہ و کفین و قدمین کے علاوہ زینت کے مواقع مذکورہ کا ظاہر کرنا بھی جائز ہے یعنی سر اور سینہ اور شوہر کے روبر کسی جگہ کا بھی اخفاء واجب نہیں گو خاص بدن کو دیکھنا خلاف اولیٰ ہے۔ "قالت سيدتنا ام المومنين عائشة ما محصله لم أر منه ولم يرمني ذلك الموضع" أورده في المشكوة وروى بقى بن مخلد و ابن عدي عن ابن عباس مرفوعا اذا جامع أحدكم زوجته أو جاريته فلا ينظر إلى فرجها فإن ذلك يورث العمى اور (پردے کا یہاں تک اہتمام رکھیں کہ چلنے میں) اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے (یعنی زیور کی آواز غیر محرموں کے کان تک پہنچے) اور مسلمانوں (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (ورنہ معصیت مانع فلاح کامل ہو جاتی ہے۔" [15]

انسداد فواحش اور حفاظت عصمت کا ایک اہم باب پردہ نسواں

عورتوں کے لئے حجاب اور پردہ کے احکام کی پہلی آیات وہ ہیں جو سورۃ احزاب میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے نبی کریم ﷺ کے عقد نکاح میں آنے کے وقت نازل ہوئیں جس کی تاریخ بعض حضرات نے ۰۳ ہجری اور بعض نے ۵ ھجری بتلائی ہے تفسیر ابن کثیر اور نیل الاوطار میں ۵ ہجری کو ترجیح دی ہے اور روح المعانی میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ ذی قعدہ ۵ ہجری میں یہ عقد ہوا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پہلی آیت حجاب اسی موقع پر نازل ہوئی اور سورۃ نور کی یہ آیات قصہ افک کے ساتھ نازل ہوئی ہیں جو غزوہ بن المصطلق یا مریسیع سے واپسی میں پیش آیا یہ غزوہ ٦ ہجری میں ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ نور کی آیات پردہ و حجاب نزول کے اعتبار سے بعد میں آئی ہیں سورۃ احزاب کی چار آیتیں متعلقہ حجاب نزول کے اعتبار سے مقدم ہیں اور شرعی پردہ کے احکام اسی وقت سے شروع ہوئے جبکہ سورۃ احزاب کی آیات نازل ہوئیں۔

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ" میں "يغضوا"، "غض" سے مشتق ہے جس کے معنی کم کرنے اور پست کرنے کے ہیں (راغب) نگاہ پست اور نیچی رکھنے سے مراد نگاہ کو ان چیزوں سے پھیر لینا ہے جن کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع و ناجائز ہے۔ ابن کثیر ابن حبان نے یہی تفسیر فرمائی ہے اس میں غیر محرم عورت کی طرف بری نیت سے دیکھنا تحریماً اور بغیر کسی نیت کے دیکھنا کراہتہ داخل ہے اور کسی عورت یا مرد کے ستر شرعی پر نظر ڈالنا بھی اس میں داخل ہے (مواضع ضرورت جیسے علاج معالجہ وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں) کسی کا راز معلوم کرنے کے لئے اس کے گھر میں جھانکنا اور تمام وہ کام جن میں نگاہ کے استعمال کرنے کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے اس میں داخل ہیں۔

"وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ" شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ نفس کی خواہش پورا کرنے کی جتنی ناجائز صورتیں ہیں ان سب سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں۔ اس میں زنا، لواطت اور دو عورتوں کا باہمی سحاق جس سے شہوت پوری ہو جائے، ہاتھ سے شہوت پوری کرنا یہ سب ناجائز و حرام چیزیں داخل ہیں۔ مراد اس آیت کی ناجائز حرام شہوت رانی اور اس کے تمام مقدمات کو ممنوع کرنا ہے جن میں سے ابتدا اور انتہا کو تصریحاً بیان فرما دیا باقی درمیانی مقدمات سب اس میں داخل ہو گئے۔ فتنہ شہوت کا سب سے پہلا سبب اور مقدمہ نگاہ ڈالنا اور دیکھنا ہے اور آخری نتیجہ زنا ہے ان دونوں کو صراحۃ ذکر کرکے حرام کر دیا گیا ان کے درمیانی حرام مقدمات مثلاً باتیں سننا، ہاتھ لگانا وغیرہ یہ سب ضمناً آ گئے۔

ابن کثیر نے حضرت عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ کل ما عصی اللہ بہ فھو کبیرۃ وقد ذکر الطرفین۔ یعنی جس چیز سے بھی اللہ کے حکم کی مخالفت ہوتی ہو سب کبیرہ ہی ہیں لیکن آیت میں ان کے دو طرف ابتداء وانتہاء کو ذکر کر دیا گیا۔ ابتداء نظر اٹھا کر دیکھنا اور انتہا زنا ہے۔ نظر ایک زہریلا تیر شیطان کے تیروں میں سے ہے جو شخص باوجود دل کے تقاضے کے اپنی نظر پھیر لے تو میں اس کے بدلے اس کو ایسا پختہ ایمان دوں گا جس کی لذت وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔

صحیح مسلم میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا اگر بلا ارادہ اچانک کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اپنی نظر اس طرف سے پھیر لو (ابن کثیر) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ پہلی نظر تو معاف ہے دوسری گناہ ہے، اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ پہلی نظر جو بلا ارادہ اچانک پڑ جائے وہ غیر اختیاری ہونے کے سبب معاف ہے ورنہ بالقصد پہلی نظر بھی معاف نہیں۔

بے ریش لڑکوں کی طرف قصداً نظر کرنا بھی اسی حکم میں ہے

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ بہت سے اسلاف امت کسی امرد (بے ریش) لڑکے کی طرف دیکھتے رہنے سے بڑی سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے اور بہت سے علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے (غالباً یہ اس صورت میں ہے جبکہ بری نیت اور نفس کی خواہش کے ساتھ نظر کی جائے۔

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"ان النظر سهم من سهام ابليس مسموم من تركها مخافتى ابدالته ايمانا يجد حلاوتها في قلبه"[16]

"غیر محرم کی طرف دیکھنا شیطان کا ایک زہریلا تیر ہے جو میرے خوف سے اسے ترک کر دے گا میں اسے ایمان میں بدل دوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔"

غیر محرم سے گفتگو

اگرچہ مرد عورت کا ایک دوسرے سے بات کرنا حرام نہیں ہے لیکن غیر ضروری گفتگو اور ہنسی مذاق سے منع کیا گیا ہے۔ ابی بصیر کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک خاتون مجھ سے قرآن پڑھتی تھی۔ ایک دن میں نے اس سے مذاق کیا۔ تھوڑے دنوں بعد مجھے مدینہ جانا پڑا۔ وہاں امام محمد باقر سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ آپ نے میری سرزنش کی میں بہت شرمندہ ہوا۔ امام نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔[17]

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"جو شخص کسی غیر محرم سے ہنسی مذاق کرتا ہے خدا ہر لفظ کے بدلے اسے ہزار سال دوزخ میں رکھے گا۔ اسی طرح جو عورت نا محرم سے مذاق کرے گی۔"[18]

غیر محرم کو چھونا

نا محرم کو چھونا اگرچہ چند لمحوں کے لیے ہی کیوں نہ ہو اسے حرام قرار دیا ہے۔ اسے گناہِ کبیرہ کہا ہے حتیٰ کہ مصافحہ کرنے سے بھی منع کیا ہے چاہے وہ اس کی رشتہ دار ہو اور قصد لذت نہ بھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"من صافح امرأة حراماً جاء يوم القيامة مغلولا ثم تومر به إلى النار"[19]

"جو نا محرم سے مصافحہ کرے گا اسے قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔"

مخلوط محفلیں

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں نا محرم مرد و عورت کے درمیان فاصلہ رکھو کیونکہ ان کے اختلاط سے ایسی مصیبتوں اور بلاؤں کا شکار ہو جاؤ گے کہ جن کی کوئی دوا نہیں ہے۔ للذا اختلاط مرد و عورت سے اجتناب کرو۔ مزید فرماتے ہیں:

"أيما امرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا من ريحها فهي زانية"[20]

"جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے اور وہ اس کی خوشبو محسوس کرتے ہیں تو یہ بھی زانیہ کہلائے گی۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"جب کوئی ایسی جگہ جاتا ہے جہاں اس کی نگاہ کسی مرد کی شرم گاہ پر پڑتی ہے یا عورت کے بالوں یا اس کے جسم کے کسی حصے پر پڑتی ہے تو خدا کے لیے سزاوار ہے کہ اسے جہنم میں ڈال دے۔"[21]

مزید فرماتے ہیں:

"جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے اس جگہ جانے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جہاں نا محرم کی سانسوں کی آواز آ رہی ہو۔"[22]

تنہائی میں مرد اور عورت کا ملنا

عورت اور مرد اگرچہ پاک دامن ہوں لیکن تنہائی میں مل جائیں تو بہت ممکن ہے کہ شیطانی وسوسے میں مبتلا ہو جائیں۔ ان کے مضبوط ارادے متزلزل ہو جائیں۔ شیطان کے جال میں پھنس جائیں اور غیر شرعی فعل کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ اس لیے شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔امیر المومنین فرماتے ہیں:

"تنہائی اور خلوت میں کبھی بھی مرد اور عورت اکٹھے نہ ہوں کیونکہ جب وہ تنہائی میں اکٹھے ہوتے ہیں تو تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔اس قدر اس کی تاکید کی گئی ہے کہ حتیٰ کہ اس جگہ نماز پڑھنے سے منع کیا ہے جہاں غیر محرم موجود ہوں۔"

گانا سننا

عفت اور پاکدامنی کے لیے موسیقی اور گانا زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے رسول اللہ نے فرماتے ہیں العناء رقیۃ الزنا موسیقی زنا کی راہ ہموار کرتی ہے۔ زنا پر ابھارتی ہے۔ غیر محرم سے دوستی پر اکساتی ہے۔کہتے ہیں کہ موسیقی وہ جادو ہے جو ناجائز تعلقات کا اسیر بنا دیتا ہے۔

امام باقر فرماتے ہیں کہ موسیقی اور گانے پر خدا نے جہنم کا وعدہ کیا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولئك لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" [23]

"اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بیہودہ کلام خریدتے ہیں تاکہ نادانی میں لوگوں کو خدا کی راہ سے گمراہ کریں اور آیات الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ایسے ہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

مختصر یہ کہ خدا نہ صرف برائی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے بلکہ اس کی اشاعت کرنے والے کو بھی ناپسند کرتا ہے اور اسے عذاب الیم کی بشارت دیتا ہے۔

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" [24]

"وہ لوگ جو اہل ایمان کے درمیان بے حیائی کی اشاعت کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

الغرض اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جاتا ہے یا راستہ چلتے کسی غیر محرم سے واسطہ پڑتا ہے تو نگاہوں کو نیچا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اگر کسی مومن مرد کے سامنے غیر محرم عورت آجائے یا مومن عورت کے سامنے غیر محرم مرد آجائے تو دونوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا۔ عام محاورہ ہے النظر برید الزنا یعنی نگاہ زنا کی ڈاک ہوتی ہے۔ پہلے کسی غیر محرم پر نگاہ پڑتی ہے پھر خیالات فاسد ہوتے ہیں اور پھر برائی کی ترغیب پیدا ہوتی ہے ، اسی لئے نظر کی آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے نگاہ کی حفاظت کا سختی سے حکم دیا ہے تاکہ برائی ، بدکاری اور زنا کی نوبت ہی نہ آسکے۔ اور مسلمانوں کی سوسائٹی ایسی قباحتوں سے پاک رہے۔

بعض صحابہ کرامؓ مختلف راستوں ، گھاٹیوں ، پلوں یا دیگر اونچی جگہوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے منع

فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسے مقامات پر بلا مقصد نہیں بیٹھتے بلکہ بعض اوقات کسی سے ملاقات کرنی ہوتی ہے، کوئی مشورہ وغیرہ کرنا ہوتا ہے تو ہم ایسی جگہوں پر اکٹھے ہو جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کا وہاں بیٹھنا ضروری ہے تو پھر ایسے مقام کا حق بھی ادا کرو۔ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسے مقامات پر بیٹھنے کا حق یہ ہے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ، اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو، کوئی ضرور تمند ہو تو اس کی مدد کرو اور اسلام کا جواب دو۔

مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ہر موقع پر اپنی نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ ان آیات میں دوسرا مسئلہ شرمگاہوں کی حفاظت کا بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنے اپنے ستر کی نگرانی کا حکم دیا ہے۔

زبان اور اعضائے مستورہ کی ضمانت

صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"من يكفلني ما بين لحييه وبين رجليه اكفل له الجنة"

"جو شخص مجھے ضمانت دے گا ان چیزوں کی جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو دورانوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ، تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

مطلب یہ ہے کہ زبان اور شرمگاہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے اکثر فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ اپنی زبان پر کنٹرول نہیں کرتا اور اس کے ذریعے جھوٹ، غیبت، اتہام اور گالی گلوچ کرتے ہیں، وہ اس کی وجہ سے سخت مشکل میں پڑتے ہیں۔ اس طرح شرمگاہ کی حفاظت ہی عصف و عصمت کی علامت ہے، ورنہ انسان، زنا، فحاشی اور بدکاری میں مبتلا ہو کر جنت سے محروم ہو جاتا ہے اسی لئے اللہ کے نبی نے فرمایا کہ جو شخص مجھے ان دو چیزوں یعنی زبان اور شرمگاہ کا ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضانت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی رحمت کے مقام میں ضرور پہنچے گا۔

نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت

پہلے اللہ نے نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور یہ حکم مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"قل للمومنين يغضوا من أبصارهم"

"اے پیغمبر! آپ ان مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔"

یعنی جب کسی غیر محرم عورت سے آمنا سامنا ہو تو اس کی طرف بار بار دیکھنے کی بجائے اپنی نظروں کو جھکا لے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں یہ روایت نقل کی ہے:

"لعن الله الناظر والمنظور اليه"

"اللہ نے لعنت کی ہے اس مرد پر جو اپنی نظر کسی غیر محرم عورت پر اٹھاتا ہے۔"

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ نگاہ کو فوراً پھیر لو اور دوبارہ دیکھنے کی کوشش نہ کرو، ورنہ مجرم بن جاؤ گے۔ حضور ﷺ نے نگاہ کی حفاظت کرنے والے کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے کہ جس شخص کی نگاہ کسی غیر محرم کے حسن و

جمال پر پڑ گئی اور اس نے اپنی نگاہ کو فوراً پست کر لیا تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ ایسی عبادت پیدا کرے گا جس کی وجہ سے اسے لطف محسوس ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم یہ دیا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ! آپ مسلمان مردوں سے یہ بھی کہہ دیں کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

پہلے حد زنا اور حد قذف کا ذکر ہو چکا ہے۔ عریانی، فحاشی اور بے حیائی پر گفتگو ہو چکی ہے۔ یہ چیزیں شرمگاہ کے عدم تحفظ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا مسلمان مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور ان کا بے جا استعمال نہ کریں کہ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ فرمایا: "ذلك ازكى لهم" یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے۔ "ان الله خبير بما يصنعون"، اللہ تعالیٰ ان کے ہر کام کی خبر رکھتا ہے اور وہ ان کے نیت اور ارادے سے بھی واقف ہے لہٰذا ان احکام کی پابندی ضروری ہے۔

ستر کا مسئلہ

ناف سے لے کر گھٹنوں تک شرعی ستر ہے۔ لہٰذا کسی مرد کے لئے دوسرے مرد کے اس حصے پر دیکھنا حرام ہے عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ کسی عورت کے ستر کو نہیں دیکھ سکتی۔ اس ضمن میں مرد اور عورت کے حکم میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ مثلاً اگر کسی عورت کی نگاہ مرد کے ستر والے حصے کے علاوہ جسم کے کسی دیگر حصے میں پڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ البتہ عورت کا سارا جسم ماسوائے چہرے اور ہاتھوں کے ستر ہے۔ لہٰذا کسی مرد کی نظر عورت کے کسی حصہ پر نہیں پڑنی چاہیے۔ ماسوائے مستثنیٰ حصوں کے۔ اگر ایسا کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔

بعض فقہاء پاؤں کو بھی ستر میں داخل کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔ اسی طرح عورت کے بال بھی ستر میں داخل ہیں، ان پر بھی کسی اجنبی کی نظر نہیں پڑنی چاہیے۔ اگرچہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں مگر جیسا کہ شامی اور درمختار میں ہے نوجوان عورت کو اپنا چہرہ بھی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے تاکہ فتنہ سے بچا جا سکے کسی مرد کے لئے یہ قطعاً روا نہیں کہ وہ اپنی بیوی یا شرعی لونڈی کے مقام شہوت کے سوا کسی دوسری عورت کے ایسے مقام کی طرف دیکھے۔ اسی طرح عورت کے لئے اپنے خاوند کے مقام ستر کے علاوہ کسی اجنبی کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ البتہ مرد ہو یا عورت مجبوری کی حالت میں اعضائے مستورہ کو دیکھنے کی اجازت ہے۔ مثال کے طور پر اگر طبّی لحاظ سے دیکھنا ضروری ہے یا کوئی آپریشن وغیرہ کرنا ہے تو دیکھنے کی اجازت ہے۔ تاہم فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ایسے حالات میں بھی حتیٰ الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور بے تکلف ہونے سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے۔

استغفار کی تعلیم

آخر میں اللہ نے فرمایا ہے:

"وتوبوا الى الله جميعا اأيه المومنون لعلكم تفلحون"

"اے ایمان والو! تم سارے کے سارے اللہ کے سامنے توبہ کرو۔"

انسان خطا کا پتلا ہے۔ کوئی نہ کوئی لغزش ہوتی رہتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کرو۔ اٹھتے بیٹھتے ہر

وقت استغفار کرتے رہو۔ خود حضور ﷺ کی خاطر ایک ایک مجلس میں سو سو دفعہ استغفار کرتے تھے۔ فرمایا توبہ کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے۔ تم گناہوں سے پاک ہو جاؤ اور یہی انسان کا منتہائے مقصود ہے۔

نتائج

اس تحقیقی آرٹیکل سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں:

- اسلام دوسرے مذاہب کی طرح لباس، جسم اور چلن میں آزادی نہیں دیتا بلکہ شریعت کے دائرے میں رہ کے روزمرہ زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔
- اسلام میں پردے کے احکام نے عورت ذات کو خصوصی طور پر عفت اور پاکدامنی بخشی۔
- موجودہ دور میں کالجز اور یونیورسٹیوں میں جو نظام تعلیم رائج ہیں اگر اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی الگ الگ سکول اور یونیورسٹیوں کی انتظام کرنے میں دشواری ہو تو کم از کم پردے کے اصول و ضوابط پر عمل کیا جائے تو آئے روز جو ہراسمنٹ کے واقعات آتے رہتے ہیں ان میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔
- جس طرح شرگاہ بے حیائی کا آلہ ہے اسی طرح زبان، کان اور آنکھ بھی بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ ہے۔
- پاکیزگی اور پاکدامنی کا واحد راستہ پردے میں ہے۔
- عورتیں خواہ وہ گھروں میں ہوں یا کالجز یونیورسٹیوں میں کسی حال میں بھی باریک اور چست لباس نہیں پہننا چاہئیے۔

خلاصہ کلام

اس تحقیقی آرٹیکل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کی زندگی نگاہ و نظر کے ساتھ منسلک ہے، نکاح، کاروبار، دوستی اور دشمنی سب نگاہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ فیصلے کرنے میں نظر کا اہم کردار ہوتا ہے۔ فطری طور پر ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ جس ماحول میں وہ رہتا ہے وہ پاک و پاکیزہ ہو۔ ہر قسم کی برائی اور بے حیائی سے پاک ہو، پرسکون ہو۔ ہر صاحب عقل کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خود بھی اور اس کی اولاد بھی بے حیائی سے محفوظ رہے کیونکہ عفت اور پاک دامنی انسانی فطرت کی آواز ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے انسان اپنی انفرادی زندگی میں اگر اپنی جنسی خواہشات کو اپنی ہمسر تک محدود رکھے تو وہ خود بھی پاکیزہ رہے گا اور معاشرہ بھی بے حیائی سے پاک ہو جائے گا۔ چونکہ معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے۔ لوگوں سے ہٹ کر اس کا کوئی الگ سے وجود نہیں ہے۔ لہٰذا جب اس میں بسنے والے افراد صحیح ہو جائیں تو معاشرہ خود بخود صحیح ہو جائے گا۔ افراد پاک ہو جائیں تو معاشرہ بھی پاک ہو جائے گا نیز اس سے ازدواجی رشتہ بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ خاندان اور گھرانہ ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے۔ انسان کی اجتماعی زندگی کا اہم ترین رکن اس کا گھرانہ ہے۔ اگر گھر کا ماحول صحیح ہے تو اجتماعی زندگی صحیح ہے۔ اگر جنسی میلانات اپنے گھر تک محدود رہیں تو گھر مضبوط اور ازدواجی زندگی پائیدار ہو گی۔

اگر جنسی بے راہ روی عام ہو جائے، معاشرے اور ماحول میں رائج ہو جائے، لوگ اسے ناپسند خیال نہ کریں تو جوان افراد گھر بسانے کے متعلق سوچیں گے بھی نہیں۔ جب خواہشات پوری ہو رہی ہیں تو بیوی کی ذمہ داری لینے کی کیا ضرورت۔ اسی جنسی بے راہ روی سے بنے ہوئے گھر بکھر جاتے ہیں۔ دوسری طرف عفت و پاکدامنی گھروں کو مضبوط بنا دیتی ہے۔ انسان کو

معزز اور معتبر بنا دیتی ہے۔ وہ افراد جو ہوا و ہوس اور جنسی خواہشات میں مگن ہو جاتے ہیں لوگوں کے نزدیک قابل وثوق نہیں رہتے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 کلینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق، الکافی، دار صعب بیروت، طبع چہارم، ۱۴۰۱ھ، ۲: ۷۹۸
Kalīnī, Muḥammad bin Ya'qūb, *Al Kāfī*, (Beirut: Dār Sa'ab, 4th Edition, 1401), 2: 798

2 سورۃ البقرۃ، ۲۶۸
Sūrah al Baqarah, 268

3 سورۃ النحل، ۷۹
Sūrah al Naḥal, 79

4 سورۃ الاعراف، ۳۳
Sūrah al A'rāf, 33

5 راغب، حسین بن المفضل، مفردات القرآن، دار لقلم دمشق، ۱۴۳۰ھ ص: ۳۷۴
Al Rāghib, Ḥusain bin al Mufaḍal, *Mufradāt Alf āẓal Qur'ān*, (Damascuss: Dār al Qalam, 1430), p: 374

6 الھیثمی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، دارالقلم دمشق، ۱۴۰۳ھ، ۳ : ۲۴۳
Al Haytamī, 'Alī bin Abī Bakr, *Majma' al Zawā'id*, (Damascuss: Dār al Qalam , 1403), 3: 243

7 احمد بن حنبل، مسند احمد ، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول، ۱۴۲۱ھ، ۲: ۳۷۸
Aḥmad bin Ḥambal, *Al Musnad*, (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1st Edition, 1421),2: 378

8 مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۴۰۴ھ، ۶: ۴۱۲
Muft ī Muḥammad Shafī', *Ma'ārif al Qur'ān*, (Karachi: Idārah Ma'ārif, 1404), 6: 412

9 ڈاکٹر اسلم صدیقی، روح القرآن، الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ۱۴۳۴ھ، ۷: ۱۸۴
Dr. Aslam Ṣiddiqī, *Rūḥ al Qur'ān*, (Lahore: Al Ḥamd Market, 1434), 7: 184

10 ایضاً، ۷: ۱۸۳
Ibid., 7: 183

11 مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۶: ۴۱۲
Muft ī Muḥammad Shafī', *Ma'ārif al Qur'ān*, 6: 412

12 ایضاً، ۷: ۱۸۵
Ibid., 7: 185

13 شیخ صدوق، من لا ینظر فی الفقہ، الکسا پبلشرز، کراچی، ۱۴۲۴ھ، ۴: ۱۸
Sheikh Ṣadūq, *Man la Yanḍuru fil Fiqh*, (Karachi: Al Kisā Publishers, 1424), 4: 18

[14] سورۃ النور، ۳۰

Sūrah al Nūr, 30

[15] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ٦: ۴۱۲

Muft ī Muḥammad Shafī', *Ma'ārif al Qur'ān*, 6: 412

[16] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، دار الاشاعت، کراچی، ۱۴۲۱ھ، ۳: ۲۹۳

Ibn Kathīr, *Tafsīr ibn Kathīr*, (Karachi: Dār al Ishā'at, 1421), 3: 293

[17] جریر طبری، دلائل امامہ، مؤسسۃ الاعالمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ص: ۲۳۲

Al Ṭ abarī, Muḥammad bin Jarīr, *Dalā'il al Imāmah*, (Beirut: Mo'assasah al A'ālamī lil Maṭbū'āt, 1408), p: 232

[18] صدوق، ثواب الاعمال، منشورات الشریف الرضی، ۱۳٦۷ش، ۲: ۲۸۳

Ṣadūq, *Thawāb al A'māl*, (Manshūrāt al Raḍī, 1367), 2: 283

[19] ایضاً، ص: ۲۸۴

Ibid., p: 284

[20] نسائی، سنن نسائی، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۳٦۵ھ، ۸: ۱۸۳

Al Nasa'ī, *Sunan al Nasa'ī*, (Riyadh: Dār al Salām lil Nashr wal Tawzī', 1365), 8: 183

[21] صدوق، ثواب الاعمال، ص: ۲۸۳

Ṣadūq, *Thawāb al A'māl*, p: 283

[22] حر عاملی، وسائل الشیعہ، منشورات ذوی القربی، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۵: ۱۸۵

Ḥurr 'Āmalī, *Wasā'il al Shī'ah*, (Beirut: Manshūrāt Dhawī al Qurba, 1414), 5: 185

[23] سورۃ لقمان، ٦

Sūrah Luqmān, 6

[24] سورۃ الاسراء، ۳۲

Sūrah al Isrā', 32